☆ دارالعلوم غواڑی سنگلاخ علاقہ بلتستان میں عقیدہ توحید اور اسلام کا پیام پھیلانے میں مصروف ہے۔ میں ذاتی طور پر اس ادارے اور انتظامیہ کو جانتا ہوں۔ یہ لوگ مالی لحاظ سے کمزور ہیں۔ میں تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان حضرات کے ساتھ حتی المقدور تعاون کریں۔ (عطاءاللہ حنیف لاہور 1978ء)

☆ انتظامیہ دارالعلوم غواڑی بلتستان کے ہیڈ کوارٹر سکردو میں ایک مدرسہ قائم کرنے اور خود دارالعلوم کی توسیع کا پروگرام رکھتی ہے۔ مگر عدم وسائل کا شکار ہے۔ اس لئے اصحاب خیر اور محبان سلف صالح وعقیدہ سلفیہ سے اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے رابطہ کر رہی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

(احسان الٰہی ظہیر 1978ء)

☆ دارالعلوم بلتستان کو تعاون وامداد کی شدید ضرورت ہے۔ یہ علاقے میں بچوں کی تعلیم وتربیت کے پہلو بہ پہلو بہت سارے رفاہی وفلاحی پروگرام کا ارادہ رکھتا ہے جن جن حضرات تک میرا یہ خط پہنچے' ان سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کے نمائندے الشیخ عبدالرحمٰن خلیق اور الشیخ عبدالوہاب حنیف کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ یہ دونوں میرے پاس باوثوق شخصیات ہیں۔ (عبدالعزیز بن باز۔ رئیس عام ادارات البحوث العلمیہ والافتاء سعودیہ عربیہ 1978ء)

☆ دارالعلوم میں بعض اہم شخصیات کی تقرری

1970ء کے عشرے میں بعض اہم علمی شخصیات کی تقرری ہوئی' اور مملکت سعودی عربیہ کی طرف سے جید علمائے کرام بھی بھیجے گئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ 1979ء میں رابطہ عالم اسلامی سعودیہ عربیہ کی طرف سے مولانا عبدالرشید ندوی علیہ الرحمۃ' 1977ء میں الشیخ احمد السندھی اور الشیخ عاصم عبداللہ اردنی (حالیہ پروفیسر مدینہ یونیورسٹی) 1978ء میں ناظم مالیات اور حالیہ شیخ الحدیث ثناءاللہ سالک' مدیر تعلیم استاذ عبدالرشید صدیقی (از دارالافتاء) مولانا عبدالقادر ابراہیم شیخ الحدیث ومفتی اعظم' مولانا محمد حسن اثری حالیہ نائب مدیر عام' مولانا محمد موسیٰ کلیم اور مولانا عبدالحئی مدنی جیسے علمائے کرام دارالافتاء (حالیہ وزارت) کی طرف سے تعینات ہوئے۔ (جاری ہے)

☆☆☆

قسط نمبر 5

آئینہ اہل حدیث

عبدالرشید انصاری

جنت میں رسول مکرم ﷺ کی مصاحبت کا زریں موقع

اہل ایمان واسلام کی سعادت مند زندگیوں کا نصب العین رحمت الٰہی اور شفاعت نبوی سے فیض یاب ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت کا حصول ہے۔ان میں سے بھی ''احسان'' کے عظیم ترین مرتبے پر فائز ہونے والوں کا مطمح نظر بہشت کے بلند ترین درجوں میں امام الانبیاء' خاتم المرسلین' صاحب مقام محمود' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رفاقت ہے۔

اس اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز ہونے کا راستہ بھی وہی ہے جو تمام اہل اسلام کا مقررہ راستہ ہے۔یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت' بالفاظ دیگر قرآن پاک اور حدیث شریف کی اتباع ہے۔اسی اتباع کتاب وسنت میں پختگی' استقلال اور ایک دوسرے سے آگے سبقت لے جانے کا پاکیزہ وسچا جذبہ ہی دراصل متاع ایمان ہے' اسی میں تفاوت پر ہی حصول درجات کا دارومدار ہے۔رب ذوالجلال اسی بلند ترین درجے کے استحقاق کا فارمولا بایں الفاظ پیش فرماتا ہے۔

﴿ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا o ذٰلک الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما o﴾

''جو کوئی اللہ اور رسول ﷺ کی تابعداری کرے تو ایسے ہی لوگ ان خوش نصیبوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے خوب انعام کیا ہے یعنی انبیاء کرام علیہم السلام' صدیقین' شہداء اور نیکو کار بندوں کے ساتھ' ان انعام یافتگان کی رفاقت کیا ہی خوب ہے! یہ اللہ پاک کا فضل وکرم ہے اور جاننے کے لحاظ سے اللہ پاک ہی کافی ہے'' (سورۃ النساء 69-70)

یہ حدیث پچھلی قسط میں گزر چکی ہے کہ ''جس نے میری سنت کو (اپنے قول وعمل سے) زندہ کیا اسی نے مجھ سے محبت کی اور جس کسی کو مجھ سے سچی محبت کی توفیق ہوئی' وہ جنت میں میرا ہم نشین ہوگا''۔

پس سنت نبوی کا منکر نبی ﷺ کے فرائض نبوت کا منکر ہے وہ اپنا ٹھکانہ خود سوچ لے۔

کوئی خوش نصیب مسلمان رسول اکرم ﷺ کی سنت یا احادیث سے پیار کرے اور آپ کی سنتوں کو اپنی جان سے

عزیز رکھے اور انہیں اپنائے اور عمل میں لائے تو یہی آپ ﷺ سے محبت کرنے اور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ اور ایک حدیث مبارکہ کے الفاظ یوں ہیں:

"من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید" (مشکوۃ شریف) باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ **31/1**)۔ ترجمہ: میری امت کے فتنہ وفساد کے وقت جس خوش نصیب شخص نے میری سنت کو مضبوط پکڑا اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر ہے۔" ☆

رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کا واضح مطلب یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں بے عملی، بدعملی، لادینی، شرک و بدعت کا دور دورہ ہوگا، ایسے نازک اور پر کٹھن دور میں سنت نبوی ﷺ کو اپنا حرز جان بنا کر شرک و بدعت، بے دینی، بے عملی کو ترک کر کے قرآن پاک اور احادیث رسول ﷺ کے پرچم کو تھام کر دین اسلام کے احکامات کو بروئے کار لانا **(100)** سو شہیدوں کے ثواب کا حقدار بنا تا ہے۔

☆ اس حدیث کو امام ابن عدی اور بیہقی نے کتاب الزھد میں عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے۔ یہ سند حسن بن قتیبۃ کی وجہ سے "ضعیف جدا" ہے اور امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابوھریرۃ سے روایت کیا ہے جس میں **"فله اجر شهید"** یعنی ایک شہید کا ثواب ہے، اس کی سند میں بھی ضعف ہے۔ (تحقیق الالبانی علی مشکوۃ المصابیح **62/1**)

پس سنداً یہ حدیث ثابت نہ ہو سکی۔ البتہ جس وقت امت اسلامیہ فساد یعنی شرک و بدعت اور بے عملی میں غرق ہو، اس وقت کوئی سنت نبوی پر مضبوطی سے جم جائے اور اصلاح امت کے ذریعے تجدید دین کا فریضہ کامیابی سے انجام دے تو اس خوش نصیب کے لئے لاحدود بلکہ جاری ثواب ثابت ہے جو نہ صرف ایک شہید، بلکہ سو شہداء سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے:۔

عن جریر بن عبداللہ " قال قال رسول اللہ ﷺ **"من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل بها بعده كتب له مثل اجر من عمل بها ولا ينقص من اجورهم شیء"۔**

"جس نے اسلام میں کسی ترک شدہ اچھی سنت کو پھر سے جاری کر دیا جس پر اس کے بعد بھی عمل ہوتا رہا، تو اس کے لئے ہر عمل کرنیوالے کے برابر اجر و ثواب (نامہ اعمال میں) لکھا جائے گا، اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی"۔

(صحیح مسلم کتاب العلم **227-226/16**) (سیکرٹری ادارۃ التراث)

رسول اللہ ﷺ کی حیثیت اوران کے درجے ومقام کو پہچاننے کے لئے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات مبارکہ کو زیر نظر رکھنا از حد ضروری ہے۔ احکم الحاکمین نے اپنی کتاب مبین میں اپنے آخری پیغمبر ﷺ کے فیصلے کو آخری فیصلہ قرار دیا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ آپ کی حیثیت صرف ایک خبر رساں پیغمبر کی نہیں' بلکہ آپ ﷺ دنیا میں عدالت الہیہ کے قاضی القضاۃ ہیں' جس کا فیصلہ آنے کے بعد کسی فریق کو کسی بغاوت' استغاثے' اپیل یا نظر ثانی کی درخواست کرنا تو درکنار' فیصلہ سن کر دل میں تنگی وکوفت کا گزر ہونے کی بھی گنجائش نہیں۔

حکم الہٰی ہے ﴿ **وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امراً ان يكون لهم الخيرة من امرهم** ﴾ (سورۃ احزاب 36)

''کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کی یہ شان نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی امر کا حکم دیں تو پھر ان کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہ جائے''۔

اور امام شافعیؒ نے بھی ایک ایسی ہی روایت ابن جریج کی سند سے نقل فرمائی ہے۔ (حجیت سنت صفحہ 572)

کتب احادیث بلکہ تاریخ کے مطالعے سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ علمائے سلف احادیث رسول ﷺ کے قدر دان تھے اور احادیث رسول ﷺ کی شان بلند کرنے والے تھے۔ حدیث کی مجالس ومحافل میں بہت ادب سے بیٹھتے تھے۔ علماء حدیث کے ساتھ عزت واحترام کا برتاؤ کرتے تھے اوران کی تحسین فرماتے تھے اوران کے ساتھ محبت وعقیدت سے پیش آتے تھے۔ نیز احادیث رسول ﷺ کی روایت کرنے اور یاد کرنے کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ امام بیہقی نے امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا'' جس شخص کی نیت صحیح ہو' اس کے لئے میرے علم کی حد تک طلب حدیث سے افضل کوئی عمل نہیں''۔ عبداللہ بن المبارک سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا'' جو آدمی اللہ بزرگ و برتر کی رضا مندی و خوشنودی کا خواہاں ہو' اس کے لئے میرے علم کی حد تک طلب حدیث سے افضل اور اعلیٰ کوئی عمل نہیں''۔

امام مالک کا احادیث رسول ﷺ سے والہانہ محبت

امام بیہقی نے ابن مبارک سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں'' میں امام مالک کی خدمت میں تھا آپ حدیث رسول ﷺ بیان فرما رہے تھے۔ سوئے اتفاق سے دوران تدریس ایک بچھو نکل آیا اور اس نے تقریباً سولہ دفعہ ڈنک مارا۔ امام مذکور کے چہرے کا رنگ بدلتا رہا۔ وہ تکلیف برداشت فرماتے رہے اور درسِ حدیث میں خلل اندازی کرنا مناسب نہیں سمجھا''۔

منکرین حدیث نبوی کے شبہات اوران کا ازالہ

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہے کہ ملت اسلامیہ کے اندر بعض ناعاقبت اندیش مدعیان علم ودانش اور اہل قلم حضرات ملت اسلامیہ کے متفقہ مسئلہ یعنی حجیت حدیث وسنت پر اپنی رائے سے قرآنی آیات کی مکروہ تاویلات کر کے سادہ لوح اہل اسلام کو شبہات میں مبتلا کر رہے ہیں ۔ یہ دعویداران علم وفہم ایک دوآیات مقدسہ کی آڑ میں دراصل خود قرآن پاک کی تکذیب وتحریف کے لئے کمربستہ نظر آتے ہیں ۔قرآنی فہم وادراک کے دعویدار شروع شروع میں فرقہ معتزلہ کے نام سے وجود میں آئے اور انہوں نے صاف الفاظ میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ اسلام کی اساس صرف قرآن پاک ہے' سنت یا احادیث رسول ﷺ کی کوئی ضرورت نہیں' کیونکہ حضرت عمر فاروقؓ نے رسول اکرم ﷺ کے آخری ایام میں ''حسبنا کتاب اللہ '' فرما کر لوگوں کو بتایا کہ مسلمانوں کے لئے قرآن پاک ہی کافی ہے یعنی رسول پاک ﷺ (نعوذ باللہ) صرف پیغام رساں کی حیثیت رکھتا ہے منکرین سنت نبوی قرآن پاک کے رموز واشارات سے غافل اور کلام الٰہی کے سیاق وسباق سے جاہل ہیں ۔

امام العصر نامور فرزند اسلام شاہ ولی اللہ ۔نے اپنی گراں مایہ تصنیف حجۃ اللہ البالغۃ میں صریح اور واضح الفاظ میں ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی کوئی تفسیر وتشریح اور اسکے جو معانی ومفاہیم ائمہ سلف صالحین کے برخلاف ہو وہ تمام گھناؤنی تاویلات اور من گھڑت توضیحات ہیں' یہ کوئی علمی وملی خدمت نہیں ۔ بلکہ فتوری نیت اور بدخواہی امت کی عکاس ہیں اور تفسیر کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول بلکہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل ہیں' ان کی کوئی حیثیت و وقعت نہیں ۔اس قسم کی تفسیر مردود ہے اور پوری ملت اسلامیہ کے نزدیک مسترد اور نامقبول ہے۔صحابہ کرامؓ جنہوں نے براہ راست حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن کا علم حاصل کیا' انہوں نے قرآن پاک کی کوئی ایسی تشریح بیان نہ کی اور صحابہ کرام کے شاگردان رشید تابعین عظام نے ایسی کوئی تفسیر بیان نہیں فرمائی' اکابرین امت اسلامیہ نے بھی یہ معنی ومفہوم نہیں لیا تو قرآنی استدلال سے سنت نبوی کی بیخ کنی کا فلسفہ دراصل تیرہ سو سال کے بعد نام نہاد قرآن دانوں کی ذہنی اختراع ہی ہے ۔بہرحال ان منکرین حدیثِ پیغمبر ﷺ نے قرآن پاک کی مندرجہ ذیل دوآیات مقدسہ کے معانی ومفاہیم میں غلط بیانی سے کام لیا ہے:

﴿و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء﴾ (سورۃ النحل 89)

ترجمہ ''اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کردی ہے' جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے''۔

اور دوسری آیت ہے: ﴿ **ما فرطنا فی الکتاب من شی ء** ﴾ (سورۃ الانعام 38)

''ہم نے کتاب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے'' منکرین سنت نبوی کے بقول ان دونوں آیات کریمہ سے یہ بات واضح انداز میں ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کریم نے تمام امور کا' ہر چیز کا اور ہر حکم کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اور تمام متعلقہ مسائل کی تفصیل بیان کردی ہے۔ اس کے بعد احادیث رسول ﷺ اور سنت نبوی کی کوئی ضرورت نہیں۔ بصورت دیگر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن نے بعض چیزیں نامکمل چھوڑی ہیں اور (**تبیانا لکل شیء**) ہر چیز کی وضاحت کرنے والی بھی نہیں ہے۔

ان آیات کریمہ کا صحیح مفہوم

اول تو قرآن پاک تمام دینی و دنیاوی امور کی تفصیلات بیان نہیں فرماتا جو منکرین نے بتایا تھا۔ البتہ قرآن مجید نے ایک واضح انداز بیان اپنایا ہے اور تمام دینی امور میں جو احکام صادر فرمائے ہیں' ان میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ مثلاً قرآن کا دین کے اصول اور اس کے عقائد بیان کرنا' نماز' زکوٰۃ' روزہ اور حج کی فرضیت' تجارت و نکاح کی حلت' سود اور فواحش کی حرمت' الغرض حلت و حرمت کے بنیادی و رہنما اصول بیان فرمایا ہے۔ اور دوسری آیت میں الکتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ کیونکہ لوح محفوظ ہر چیز کا تفصیلی احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور تمام مخلوقات کے تمام حالات ان کے ماضی' حال اور مستقبل پر مرتب کردہ مکمل تفصیلی ڈائری اور ڈائریکٹری ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿ **قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا** ﴾ ''اے رسول ﷺ فرمائیے کہ ہمیں ہرگز کوئی (نفع یا ضرر) حاصل نہیں ہوسکتا' سوائے اسی کے جو اللہ نے ہمارے متعلق (لوح محفوظ میں) لکھ رکھا ہے'' (التوبۃ 51) اور اسی کی وضاحت میں قرآن کے اصل مفسر و شارح ﷺ کا فرمان ہے' جو انہوں نے حضرت ابوھریرۃ سے فرمایا تھا'' **جف القلم بما انت لاق** '' تجھے جس چیز (بھلائی یا مشقت) کا سامنا ہونا ہے (وہ سب لکھا جاچکا ہے) اور اس کی سیاہی سوکھ چکی ہے''

(بخاری کتاب القدر 499/11)

پس تمام اہل سنت کے متفقہ عقیدے کے مطابق ہر مخلوق کی اچھی بری تقدیر مکمل تفصیل کے ساتھ پہلے سے تحریر شدہ ہے اور یہ تحریریں قرآن یا اس سے پہلے نازل شدہ کسی کتاب میں ہرگز نہیں' بلکہ لوح محفوظ ہی میں ہیں۔ لہذا آیت قرآنی

﴿ **ما فرطنا فی الکتاب من شئی** ﴾ سے منکرین سنت نبوی کا استدلال نہایت بودا اور بالکل خلاف واقعہ ہے۔

امام شافعی کا استدلال: امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ان منکرین احادیث کے جواب میں مندرجہ ذیل آیات سے استدلال فرمایا ہے اللہ کے دین کے ماننے والوں میں سے کسی کو جو بھی نیا واقعہ پیش آتا ہے اس کے بارے میں اللہ کی کتاب میں رہنمائی کے لئے کوئی نہ کوئی دلیل ضرور موجود ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿ **کتب انزلنه الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربهم الی صراط العزیز الحمید○** ﴾

(سورۃ ابراہیم) ترجمہ: ''یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائیں' ان کے رب کی توفیق سے' اس اللہ کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں تعریف والا ہے'' اور دوسری آیت یہ پیش فرمائی ہے۔''

﴿ **وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم ولعلهم یتفکرون ○** ﴾

(سورۃ النحل 44) ترجمہ: ''ہم نے یہ ذکر آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو ان کی طرف اتاری گئی ہے اور اس لئے کہ وہ اس پر غور و فکر کریں''۔

تشریحات:- ان آیتوں میں تفسیر قرآن کو ''بیان'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بیان اس شخص کا جس پر قرآن نازل ہوا تھا۔ یہ ''بیان'' صاحب قرآن ﷺ سے تفسیر قرآن سے متعلق دریافت کردہ معلومات کے علاوہ احکام قرآن کے مطابق آپ ﷺ کے ذاتی عمل اور عقائد' عبادات اور معاملات سے متعلق رسالت مآب ﷺ کے فرامین پر مشتمل ہے۔ نیز صحابہ کرام کا ایسا قول و عمل جس سے آگاہی کے باوجود معصوم پیغمبر ﷺ نے نکیر یا گرفت نہ فرمائی ہو' وہ بھی دراصل قرآن پاک ہی کا ''بیان'' ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے احکام الٰہی کی تبلیغ اور اہل ایمان کی تربیت میں کوتاہی کا تصور کرنا ہی کفر ہے۔ پس یہی وہ ''بیان قرآن'' ہے جسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے سیکھ کر یاد کیا' اسی پر عمل کیا ورا پنے اہل وعیال اور اہل عالم تک نہایت دیانت داری سے یہ امانت پہنچادی۔

منکرین سنت نبوی کی طرف سے اہل حدیثوں پر عام طور پر یہ بہتان بھی باندھا جاتا ہے کہ یہ اپنے آپ کو احادیث نبویہ کا محافظ و علمبردار قرار دیتے ہیں۔ مگر قرآن کریم کو نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا سفید جھوٹ ہے جس کی کوئی

بنیاد اور ثبوت نہیں سوائے بدگمانی اور بہتان عظیم کے۔

بہر کیف ہم اللہ پاک کے فضل سے دین اسلام کی اساس و بنیاد قرآن و حدیث کو لازم و ملزوم قرار دیتے ہیں۔ روز اول سے تا قیام قیامت قرآن و حدیث کو الگ و جدا نہیں کر سکتے۔ ہمارے اکابرین و اصاغران دونوں کو اپنا حرز جان مانتے ہیں۔ پھر بھی ہم پر ترک قرآن کا الزام عائد کرنا دراصل حقانیت، صداقت اور قرآن پاک کی عظمت کا خون کرنا ہے۔

قرآن پاک و احادیث رسول ﷺ کو الگ کرنے کی ناپاک کوشش انشاء اللہ کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ جیسا کہ قبل ازیں جماعت اہل حدیث کے جانباز علماء کرام مثلاً مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا فاتح قادیان شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امرتسری اہل قرآن اور فرقہ مرزائیہ کا نہ صرف تعاقب کرتے تھے، بلکہ کئی دفعہ میدان مناظرہ میں ان کو شکست فاش دی۔ اور مولانا ثناء اللہ کے مدمقابل آنے سے ان کے بڑے بڑے مناظرین بلکہ ان کے امام مرزا غلام احمد قادیانی ہمیشہ دم دبا کر بھاگتے رہے۔ تاریخ کے اوراق میں یہ تمام واقعات روز روشن کی طرح واضح اور صاف ہیں۔ اہل ذوق ان کتابوں کا مطالعہ فرما کر تسکین فرما سکتے ہیں۔ اور 1990ء کے اواخر تک امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم نے بھی نام نہاد اہل قرآن اور مرزائیوں کے الزامات کے دندان شکن جوابات دے کر بہتان تراشوں کو خاموش کرا دیا۔

احادیث رسول ﷺ قرآن پاک کی تفسیر و تشریح ہیں:

اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ قرآن پاک میں عقائد، عبادات اور اوامر و منہیات کے بارے میں مکمل نشاندہی کر دی گئی ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ جہاد اور دوسرے فرائض کے واضح احکامات موجود ہیں، اس نکتے کو ذہن نشین رکھنا از بس ضروری ہے کہ جب تک ان تمام احکامات کی تفصیلات رسول مقبول ﷺ وحی جلی یا وحی خفی کے ذریعے واضح نہ فرمائیں (مثلاً نماز پڑھنے کا طریقہ اور اس کے ارکان کیا ہیں؟ اور کن مواقع پر کون کون سا کلام پڑھنا چاہیے؟) اس وقت تک امت اسلامیہ کا دین کے فرائض، سنن اور مستحبات پر عمل پیرا ہونا بعید از امکان ہے۔ ان تمام عبادات کی تفصیل و تشریح کے لئے اللہ وحدہ لاشریک کی جانب سے ایک معلم کی ضرورت تھی وہ معلم رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے روزے کے بارے میں بھی تمام شرائط آداب اور فضائل سے آگاہ کر دیا۔

علی ھذا القیاس حج بیت اللہ کے بارے میں مناسک کی تفصیلات اور جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں تفصیلات بھی رسول مکرم ﷺ نے اپنی عملی زندگی سے بیان فرما دئے۔ جیسا کہ نماز کے بارے میں ارشاد فرمایا: "صلوا کما